نام: طیبہ خاتون

مقالہ: اردو ناول اور افسانے میں اودھ کی تہذیب

نگراں: ڈاکٹر سہیل احمد فاروقی

شعبہ: اردو

فیکلٹی آف ہیومنٹیز اینڈ لینگویجز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

اپریل/۲۰۱۶

ہندوستان ایک وسیع و عریض ملک ہے اس میں دنیا کے تقریباً ہر مذہب کے ماننے والے مختلف رنگ و نسل اور زبانیں بولنے والے لوگ موجود ہیں اسی لئے اسے تہذیب و زبان کا عجائب گھر بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ مختلف تہذیبوں کا عروج و زوال ہوا جن میں اودھ کی تہذیب بھی شامل ہے۔ اٹھارہویں صدی کے نصف اوّل اور انیسویں صدی کے نصف آخر میں یہ علاقہ شمالی ہندوستان کی سب سے پر امن و پر سکون جگہ تھی۔ عہد قدیم میں کوشل وسطی میں اودھ، دور حاضر میں اتر پردیش کے نام سے شہرت حاصل کرنے والا یہ صوبہ اپنے ابتدائی دور سے ہی تاریخی، سیاسی و معاشرتی سطح پہ اہمیت وانفرادیت کا حامل رہا ہے۔ لیکن اس خطّہ کو جو شہرت و مقبولیت نوابوں کے عہد میں حاصل ہوئی وہ اسے کبھی اور نصیب نہ ہوئی۔ مغل بادشاہ اپنے صوبہ داروں کے ذریعہ اودھ پر حکومت کرتے رہے۔ اس کے حدود اربعہ میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں رہیں۔ اس تہذیب کی پرورش میں نوابین، امرا، غربا، ہندو مسلم مرد و زن سبھی شامل تھے۔

اودھ کی تہذیب کوئی نئی تہذیب تھی بلکہ دہلی کی زوال پزیر تہذیب کا ایک نیا اور اگلا قدم تھی۔ اس نے دہلی تہذیب کی بجھتی ہوئی قندیل کو گنگا کے زرخیز میدان میں ایک نئی آب و تاب اور رنگ و روپ کے ساتھ انیسویں صدی کے آخر تک روشن رکھا۔ یہاں کے صبح کا کیا ذکر شام بھی اپنی رنگینوں کے سبب آج بھی مشہور ہے۔

دولت کی فراوانی کے سبب پورے معاشرے میں عیش پسندی، ظاہری شان و شوکت اور بے شمار رسموں اور بے عملی جیسی بیماریاں پیدا ہو گئی تھی، جو دھیرے دھیرے اس معاشرے کے لیے ناسور بن گئیں لیکن ایسے حالات صرف نوابوں کے شہر لکھنو میں ہی نہیں تھے بلکہ اس وقت پورا شمالی ہند اس بیماری میں مبتلا تھا۔ اس مقالے میں ہم نے ادب اور معاشرے کے باہمی رشتے کو ناول اور افسانے میں اودھ کی تہذیب کے تناظر میں پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ مختلف باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

باب اوّل میں نوابین اودھ کی زندگی سے وابستہ مختلف تاریخی و سیاسی پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کے زندگی میں آنے والے اتار چڑھاؤ اور شعر و شاعری و فنون لطیفہ کی سرپرستی، عوام میں ان کی مقبولیت و ان کے ذریعہ کئے گئے فلاحی و بہبودی کاموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب دوم میں سب سے پہلے تہذیب کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تہذیب اودھ کے نمایاں پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے جس میں یہاں کی طرزِ معاشرت، شعر و شاعری، فنون لطیفہ زبان و بیان، مذہب و عقیدت، رقص و موسیقی، تفریحی مشاغل، فن سپہ

گری، مصوری خطاطی ملبوسات وزیورات یہاں کے لوگوں کی انفرادیت ونفاست پرستی وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب سوم میں ادب اور معاشرے کے باہمی رشتوں کو واضح طور پر بیان کرنے کے لئے مختلف دانشوروں کے خیالات و نظریات کو بیان کیا گیا ہے جن میں اطہر پرویز، پریم چند، ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری، مجتبیٰ حسین، مجنوں گورکھپوری کا نام شامل ہے۔ ان کے نظریات کی روشنی میں یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ ہر دور کا ادب اپنے معاشرے کا عکاس ہوتا ہے۔ اسی بات کو اور واضح طور پر بیان کرنے کے لئے ہم نے ۱۸۵۷ سے لیکر ۱۹۴۷ تک کے افسانوی ادب کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

باب چہارم میں شامل معاشرتی ناول کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:۔فسانہ آزاد، جام سرشار، سیر کہسار، آغا صادق کی شادی، حاجی بغلول، امراؤ جان ادا، ذات شریف، شریف زادہ، چاردیواری، بدلتے زمانے، محل خانہ، غزالہ، آگ کا دریا، چاندنی بیگم، ان تمام ناولوں کا الگ الگ تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔

باب پنجم افسانے میں اودھ ہے۔ اس عنوان کے پیش نظر ہم نے سات افسانوں کو شامل کیا ہے۔ جن میں پریم چند کا افسانہ شطرنج کی بازی، قرۃ العین کا افسانہ سنگھاردان اور اودھ کی شام، قاضی عبدالستار کا افسانہ پیتل کا گھنٹہ، نیا قانون، مسرور جہاں کے دو افسانے گھٹتے بڑھتے سائے اور قفس شامل ہیں۔ متذکرہ ناول اور افسانوں کی کہانیاں گرچہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر مجموعی طور پر سب میں قدیم لکھنو کی آخری بہار سانس لیتی ہوئی نظر آتی ہے۔ تمام کرداروں کے لب ولہجہ میں اودھ کی تہذیبی میراث زندہ ہے۔ ان تمام کہانیوں میں گزستہ لکھنو کے مثبت اور منفی دونوں پہلو شامل ہیں۔ اس موضوع پر کام شروع کرتے وقت مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ اردو ناول اور افسانہ نگاروں نے اتنا کچھ لکھا ہوگا۔ معاشرتی ناولوں کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کس خوبصورتی کے ساتھ ایک مصنف اپنے معاشرے کی مخصوص تہذیب کو ادبی دنیا کے فن پاروں میں ہمیشہ کے لیے زندہ کر لیتا ہے۔ ادیبوں نے اپنے اپنے علاقوں کی زندگیوں کو ہر ممکن طریقے سے اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جس کو پڑھنے سے ہمارے علم میں قدرے اضافہ ہوتا ہے اور ہم کسی مخصوص علاقے کی صدیقں پرانے کلچر سے واقف ہوجاتے ہیں۔

جہاں تک میرا مطالعہ رہا ہے پہلی بار کسی مخصوص علاقے پر موجود مختلف ادیبوں کے ناول اور افسانے کو یکجا کر کے تہذیب کو محورہ مرکز بنا کر تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ دبستان لکھنو میں نثر کے حوالے سے ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔ امید ہے کہ یہ مقالہ ادب اور زندگی کے باہمی رشتے کو دیکھنے کا ایک بہترین آلہ کار ثابت ہوگا۔